اسلام آباد لانگ مارچ

اِسلام آباد لانگ مارچ

اَہمیت اور اَثرات و نتائج

پاکستان عوامی تحریک

365، ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن لاہور۔

فون: 140-140-111 (42-92+)

www.pat.com.pk

email: info@pat.com.pk

آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی، حقیقی جمہوریت کے قیام، اَمن وسلامتی کے فروغ، معاشی و سماجی ترقی، ملک سے غربت، جہالت، پسماندگی، محرومی، نااِنصافی اور جاگیردانہ، سرمایہ دارانہ و اِستحصالی نظام کے خاتمے کے لیے معاشی و سماجی حقوق میں مساوات اور عدل و اِنصاف کی فراہمی کے لیے مصروفِ عمل

پاکستان عوامی تحریک

پاکستان عوامی تحریک کا رُکن بننے کے لیے اپنا نام، شہر کا نام اور مکمل پتا لکھ کر 80027 پر SMS کریں۔

اِسی طرح اپنے دوست و اَحباب اور رفقاء کار و وابستگان کو بھی پاکستان عوامی تحریک کا ممبر بنائیں۔

www.nizambadlo.com

facebook.com/TahirulQadri

twitter: @TahirulQadri

اِسلام آباد لانگ مارچ

﴿اَہمیت اور اَثرات و نتائج﴾

پاکستان عوامی تحریک

365، ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن لاہور۔

فون: (+92-42) 111-140-140

www.pat.com.pk email: info@pat.com.pk

اِسلام آباد لانگ مارچ

﴿اَہمیت اور اَثرات و نتائج﴾

تالیف: ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، محمد فاروق رانا

زیرِ نگرانی: ڈاکٹر رحیق اَحمد عباسی

اِشاعت اَوّل: فروری 2013ء (5,000)

فہرست

اِبتدائیہ	5
تحریک بیداریِ شعور - لانگ مارچ کا پس منظر	7
اِسلام آباد لانگ مارچ کے اَثرات	10
۱۔ پُرامن اِحتجاج کا نیا ڈھنگ	10
2۔ پاکستان کی بہتر اِمیج سازی (image building)	10
3۔عوامی طاقت کی پذیرائی	11
4۔نظم ونسق کا فقید المثال مظاہرہ	11
5۔صبر و اِستقامت کا عدیم النظیر مظاہرہ	12
6۔ملکی ترقی و بقا کے لیے کثیر تعداد میں خواتین کی شمولیت	12
7۔ ہر طبقہ زندگی میں بیداری کی لہر	13
8۔ ناقابل شکست عزم و ہمت کا اِظہار	13
۹۔ساری اپوزیشن اپنے مفادات کی خاطر مخالفت میں متحد ہوگئی	14
۱۰۔ لانگ مارچ ناکام کرنے کے لیے حکومتی مشینری کا بے دریغ استعمال	14
۱۱۔حقیقی اِنقلابی قیادت کا مظہر- شیخ الاسلام	15

12۔ مذاکرات عوام کے سامنے مظاہرے کے اندر ہوئے	16
اِسلام آباد لانگ مارچ کے نتائج	17
اسلام آباد لانگ مارچ اِعلامیہ (اُردو ترجمہ)	17
1۔ انتخابات کے انعقاد کے لیے 90 دن کا وقت	19
2۔ کاغذات کی چھان بین (scrutiny) کے لیے 30 دن کا دورانیہ	19
3۔ آرٹیکل 218 کیا ہے؟	21
4۔ بدعنوان سرگرمیاں کیا ہیں؟	23
5۔ آرٹیکل 62، 63 کے تحت کون الیکشن لڑنے کا اہل نہیں ہوگا؟	25
6۔ سپریم کورٹ کا 8 جون 2012ء کا فیصلہ کیا ہے؟	27
7۔ غیر جانب دار اور دیانت دار نگران حکومت کا تقرر	31
خلاصہ کلام	31
مخالفین کی تنقید اور اَصل حقائق	32
دعوتِ فکر و عمل	35

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِبتدائیہ

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ موجودہ تناظر میں ملکی مسائل کا واحد حل نظام کی تبدیلی ہے؛ یعنی ایک ایسا نظام جو معاشی و سماجی انصاف پر مبنی ہو، جس میں عدل و مساوات کا راج ہو، جس میں حکمران عوام کے خادم بن کر کام کریں نہ کہ آقا و مولا بن کر رہیں، جس میں عوام کے حقوق ان کی دہلیز پر میسر ہوں، جس میں کسی کی حق تلفی نہ ہو، جس میں کسی پر ظلم و زیادتی نہ ہو اور جو معاشرہ طلبِ حقوق کی بجائے ادائیگیِ فرائض کا مثالی مظہر ہو۔ لیکن موجودہ آئینی و جمہوری ڈھانچے میں رہتے ہوئے نظام کی یہ تبدیلی شفاف انتخابات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں انتخابات کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ شفاف انتخابات کا ہمیشہ فقدان رہا ہے۔ ماضی میں ملک میں انتخابی قوانین موجود ہونے کے باوجود نہ تو کبھی ان قوانین کو درخورِ اعتنا سمجھا گیا اور نہ ہی ان کی پابندی کا لحاظ رکھا گیا۔ اِس پر سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلہ نے مہرِ تصدیق ثبت کردی ہے جو اس نے 8 جون 2012ء کو دیا۔ فیصلہ کی شق نمبر 80 (3) میں لکھا ہے:

> The Constitution of Pakistan mandates the Election Commission to organize and conduct the election and to make such arrangements as are necessary to ensure that the election is conducted honestly, justly, fairly and in accordance with law, and that corrupt practices are guarded against, but unfortunately the said mandate has not been properly fulfilled in the past.

آ ئین پاکستان الیکشن کمیشن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ الیکشن کا انتظام کرے اور کروائے اور ایسے تمام ضروری اقدامات کرے، یہ یقینی بنائے کہ الیکشن ایمان دارانہ، صاف و شفاف اور قانون کے مطابق ہوں اور بدعنوان سرگرمیوں کا قلع قمع کرے لیکن بدقسمتی سے ماضی میں اِس پر کماحقہٗ عمل درآمد نہیں کروایا گیا (یعنی ماضی میں ہونے والے انتخابات ایمان دارانہ اور صاف و شفاف تھے نہ غیر جانب دارانہ اور قانون کے مطابق۔ مزید برآں ان انتخابات میں بدعنوان اور خلافِ آ ئین سرگرمیاں اور دھونس دھاندلی کا عمل بھی زور وشور سے جاری رہا ہے)۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان انتخابی قوانین اور آ ئینی تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے جو بھی انتخابات ہوئے ان کے نتیجے میں ایسی اسمبلیاں وجود میں آ ئیں جن میں اکثر و بیشتر ایسے لوگ انتخابات جیتے کہ اگر انہیں آ ئین اور قانون کے معیارات کے مطابق جانچا جاتا تو وہ شاید پارلیمان میں پہنچنے کی بجائے جیل پہنچتے۔ جعلی ڈگریاں، ٹیکس چوری اور بیسیوں دیگر جرائم کا ارتکاب کرنے والے آ ئین اور قانون کی اسی چشم پوشی کے باعث پارلیمان میں متمکن ہونے کے قابل ہوئے۔ اس قوم نے وہ منظر بھی دیکھا کہ حکومتی وزیر سرعام میڈیا پہ یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ کرپشن معاشرے کا حصہ ہے۔ گویا کرپشن کو ایک کلچر کے طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے اور یہ کسی المیہ سے کم نہیں ہے۔

اندریں حالات مسائل کا حل یہ ہے کہ موجودہ قانون کو فعال بنایا جائے اور اس کا نفاذ یقینی بنایا جائے۔ سرپرست اور قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا 14 جنوری کا لانگ مارچ اس سلسلے میں ملکی تاریخ میں بہت بڑا مؤثر قدم تھا جس نے نہ صرف عوام میں شعور بیدار کیا کہ نمائندہ بننے کا اہل کون ہے بلکہ عام آدمی کو اس سے بھی آگاہ کیا کہ وہ کون سے آ ئینی معیارات اور تقاضے ہیں جنہیں پورا کرنے کے بعد ہی کوئی شخص اس دعوی کا اہل ہوسکتا ہے کہ وہ عوامی نمائندگی کے لیے امیدوار بنے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی قیادت میں ہونے والے لانگ مارچ اور پھر اسلام آباد میں

پارلیمنٹ کے سامنے پانچ روزہ دھرنا ملکی تاریخ ہی نہیں بلکہ حالیہ عالمی تاریخ کا نادر اور عدیم المثال واقعہ ہے۔ اتنا طویل لانگ مارچ اور دھرنا جو بغیر کسی تشدد اور دہشت گردی کی مہم کے اپنے انجام کو پہنچا، اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جہاں اس لانگ مارچ اور دھرنے سے پاکستانی قوم کا ایک منظّم قوم ہونے کا image دنیا کے سامنے آیا، وہیں یہ بات بھی کھل کر سامنے آ گئی کہ اگر قوم کو صحیح رہنمائی فراہم کی جائے، انہیں حقائق سے آگاہ کیا جائے، انہیں اپنی اہمیت کا احساس دلایا جائے اور قانون و آئین میں موجود ان اقدامات سے آگاہ کیا جائے جو نظام کو راہِ راست پر رکھنے کے لیے ضروری ہیں تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارا ملک بتدریج ایسے انقلاب کی طرف بڑھنے نہ لگے جو ہمیں اپنی منزل سے آشنا کرنے کا باعث ہوگا۔

قبل اِس کے کہ ہم اِس تاریخی لانگ مارچ کے اثرات و نتائج کا جائزہ لیں، ہم اس کے تاریخی پس منظر پر مختصر روشنی ڈالیں گے تاکہ اس کی اَہمیت دوچند ہوجائے۔

تحریک بیداریِ شعور - لانگ مارچ کا پس منظر

تحریک منہاج القرآن کے تحت 14 جنوری 2013ء کو ہونے والا لانگ مارچ کوئی ہنگامی سرگرمی نہیں تھا بلکہ یہ گزشتہ 32 سال سے تحریکی و انقلابی جدو جہد کا تسلسل تھا۔ اِسی سلسلے میں آٹھ سال قبل ملک گیر سطح پر بیداریِ شعور کی باقاعدہ مہم کا آغاز کیا گیا تھا۔ بیداریِ شعور کی اس تحریک کا مقصد عوام کو درپیش مسائل اور چیلنجز سے آگاہ کرنا اور ان کے حل کے لیے جد و جہد پر آمادہ کرنا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں اس وقت تک تبدیلی نہیں آ سکتی جب تک قوم تبدیلی کی ضرورت اور اس کے تقاضوں سے مکمل طور پر آگاہ نہ ہو۔ مجموعی طور پر چار بنیادی اُمور تبدیلی کا تقاضا کرتے ہیں:

1۔ یہ ایک منتشر (scattered) اور پارہ پارہ قوم ہے جسے اتحاد اور یگانگت کی سخت ضرورت ہے تاکہ دوبارہ وحدت کے رشتے میں پروئی جائے۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کیلئے حقیقی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

2۔ پاکستانی قوم مایوسی کے گرداب میں دھنستی جا رہی ہے، اسے یاس و ناامیدی کی دلدل سے نکال کر امید اور یقین کے نور سے بہرہ ور کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے لیے بھی حقیقی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

3۔ بدقسمتی سے ہماری قوم بے مقصدیت کا شکار ہوگئی ہے۔ اِس کے سامنے ایسا کوئی نصب العین نہیں جو ٹکڑوں میں بٹ کر منتشر ہو جانے والے جتھوں کو ایک اکائی میں پرو کر متحد کر سکے؛ جو سب کو بحیثیت ایک قوم کے جینے اور ترقی کرنے کا سلیقہ سکھا سکے۔ بے مقصد قوم کو مقصد اور آگہی کا شعور دینے کے لیے حقیقی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

4۔ ہماری قوم بے سمت ہوگئی ہے۔ کراچی سے خیبر پختونخواہ تک اور کشمیر سے چمن کی سرحدوں تک من حیث القوم اس کی کوئی سمت ہی نہیں رہی۔ اس کی سوچیں، وفاداریاں، مفادات، ترجیحات اور ایجنڈے سب متضاد ہیں۔ اٹھارہ کروڑ عوام کا بے ہنگم ہجوم ایک قوم، ایک وحدت اور اکائی بن کر ایک مقصد کے ساتھ ایک سمت کی طرف چل پڑے؛ لیکن یہ کیسے ممکن ہوگا؟ اس کے لیے ایک ہمہ گیر تبدیلی کی ضرورت ہے۔

انتشار، مایوسی، بے مقصدیت اور بے سمتی میں مبتلا قوم مجموعی طور پر اکثر شعبہ ہائے حیات میں زوال پذیر ہوتی جا رہی ہے اگرچہ انفرادی اور گروہی طور پر اس کی کارکردگی قابلِ رشک ہے۔

تحریکِ منہاج القرآن اپنے قیام کے وقت سے ہی قوم کو مقصدیت سے رُوشناس کرانے کے لیے سرگرمِ عمل رہی ہے۔ اس کے لیے اس کے بانی قائد اور سرپرست اعلیٰ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ہر طبقۂ فکر کو مخاطب کرتے ہوئے اپنا پیغام ان تک پہنچایا۔ تحریکِ منہاج القرآن کے پلیٹ فارم پر مختلف فورمز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مثال کے طور پر نوجوانوں تک پیغام پہنچانے اور انہیں مقصدیت سے آگاہ کرنے کے لیے منہاج القرآن یوتھ لیگ (MYL) اور طلبا و طالبات کے لیے مصطفوی اسٹوڈنٹس موومنٹ (MSM) قائم کی گئیں۔ پاکستان کی نصف سے زائد آبادی کو اس کی ترقی میں

عملی طور پر شریک کرنے کے لیے منہاج القرآن ویمن لیگ (MWL) قائم کی گئی۔ مذہبی اسکالرز کو ایڈریس کرنے کے لیے منہاج القرآن علماء کونسل (MUC) قائم کی گئی، جس کے تحت ہر مسلک کے علماء اور سرکردہ قائدین تک پاکستان کی ترقی کا ایجنڈا زیرِ بحث لایا گیا اور مذہبی سطح پر طاری جمود ختم کرنے کے لیے عملی کاوشیں کی گئیں۔ سیاسی جد و جہد اور سیاسی سطح پر عوام میں بیداریِ شعور کے لیے پاکستان عوامی تحریک (PAT) قائم کی گئی۔ دیگر مذاہب کے ساتھ ہم آہنگی کے فروغ اور بین المذاہب عدمِ برداشت کا رجحان ختم کرنے کے لیے Directorate of Interfaith Relations خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اسی طرح تعلیمی سطح پر زوال اور جمود ختم کرنے کے لیے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت اس وقت تک 600 سے زائد اسکولز اور کالجز قائم کیے جاچکے ہیں جہاں مذہبی و غیر مذہبی ہر دو علوم کی تدریس کی جاتی ہے۔ منہاج یونی ورسٹی لاہور اپنی نوعیت کا پہلا اداراہ ہے جہاں قدیم و جدید علوم کی بہ یک وقت تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ ادارہ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے نام سے تحریک کے قیام کے فوراً بعد ہی قائم کر دیا گیا تھا تاکہ قوم کو علمی شعور و آگہی دی جاسکے۔ علاوہ ازیں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اردو، انگریزی، عربی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں ایک ہزار تالیفات میں سے 450 سے زائد طبع ہوچکی ہیں جب کہ سیکڑوں موضوعات پر چھ ہزار سے زائد خطابات موجود ہیں تاکہ قوم زیورِ علم سے آراستہ ہوکر ہر سطح پر شعور و آگہی کی دولت سے مالا مال ہو۔ لہٰذا یہ کہنا قطعاً بے جا نہ ہوگا کہ پاکستان کی تاریخ میں تحریک منہاج القرآن ہی وہ واحد جماعت ہے جس نے سب سے پہلے بیداریِ شعور کے ذریعے حقیقی تبدیلی (change) کا نعرہ لگایا ہے اور یہی لانگ مارچ کا پس منظر بھی ہے۔ لانگ مارچ اچانک وقوع پذیر نہیں ہوا بلکہ اس کے پیچھے تحریک منہاج القرآن کی تسلسل کے ساتھ جاری رہنے والی بیداریِ شعور مہم اور حقیقی تبدیلی کا ایجنڈا ہے۔

ذیل میں ہم اس لانگ مارچ کے اثرات کا جائزہ لیں گے۔

اِسلام آباد لانگ مارچ کے اَثرات

۱۔ پُراَمن اِحتجاج کا نیا ڈھنگ

تحریک منہاج القرآن نے اِسلام آباد لانگ مارچ کے ذریعے پاکستانی قوم کو پُراَمن احتجاج کا طریقہ سکھلا دیا ہے۔ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں ہونے والے احتجاجات اور مظاہروں میں بالعموم بہت زیادہ افراتفری پھیلائی اور توڑ پھوڑ کی جاتی ہے؛ دھرنا کا لفظ سنتے ہی ایک تباہی کا خاکہ ذہن میں گردش کرنے لگتا ہے جب کہ بعض اوقات تو قتل و غارت گری بھی ہوتی ہے۔ لیکن تحریک منہاج القرآن کی مثالی واَمن پسند قیادت کی 32 سالہ جد و جہد اور تربیت کے زیرِنظر کارکنان نے احتجاج کی ایسی نظیر قائم کی کہ پاکستان کی پوری تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر رہی ہے۔

2۔ پاکستان کی بہتر اِمیج سازی (image building)

عالمی سطح پر پاکستان کو ایک غیر منظّم اور نچلے درجے کا ملک تصور کیا جاتا ہے بلکہ گزشتہ ایک دہائی سے تو اس کا image ایک دہشت گرد ملک کا بنتا جارہا ہے جو دہشت گردی کی پیدائش و پرورش کے ساتھ ساتھ دہشت گردی برآمد بھی کرتا ہے۔ عالمی منظر نامے میں پاکستان کی شناخت بداَمن اور غیر منظّم و بے ہنگم معاشرے کے طور پر کی جاتی تھی۔ لیکن تحریک منہاج القرآن کے تحت ہونے والے تاریخی لانگ مارچ نے اس تصور کی یک سر تردید کرتے ہوئے اسے جھٹلا دیا ہے۔ لانگ مارچ کے اِعلان کے وقت ہی 23 دسمبر 2012ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فرمایا تھا کہ ہمارے لانگ مارچ میں کوئی گملا ٹوٹے گا نہ کوئی پتہ گرے گا کیونکہ یہی تحریک منہاج القرآن کی روایت اور ہماری شناخت ہے۔ ہم پُراَمن لوگ ہیں اور ہر طرح کے فتنہ وفساد اور بداَمنی اور دہشت گردی کی ہر سطح پر مذمت کرتے ہیں۔ اور پھر وقت نے گواہی دی کہ لاہور تا اسلام آباد 38

گھنٹے جاری رہنے والے لانگ مارچ اور اِسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے مسلسل چار روزہ دھرنہ میں ذرہ بھر بدامنی یا انتشار نہ پھیلا۔ لانگ مارچ اور دھرنے کے تمام شرکاء انتہائی پُراَمن اور مسلسل صبر و استقامت کے پیکر نظر آئے۔ اس سے عالمی سطح پر پاکستان کا image بہتر ہوا ہے کہ یہ وہ قوم ہے جو انتہائی منظّم اور پُراَمن رہ کر اپنے مطالبات کے حق میں مؤثر آواز اٹھا سکتی ہے۔

3۔ عوامی طاقت کی پذیرائی

اِسلام آباد لانگ مارچ کے ذریعے عوام کی بھرپور طاقت اور قوت کا مظاہرہ بھی ہوا ہے کہ عوامی طاقت کے سامنے کوئی حکمران، کوئی بدخواہ اور کوئی دہشت گرد نہیں ٹھہر سکتا۔ یہی وہ طاقت ہے جس کا مثبت استعمال کر کے ملک سے بدامنی اور فساد انگیزی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور مہذب طریقے سے مطالبات منوائے جاسکتے ہیں۔ صوبائی و وفاقی حکمرانوں کے اوچھے ہتھکنڈوں اور دہشت گردی و موسمی اثرات سے ڈرانے دھمکانے کے باوجود عوام نے اپنے حقوق کی بحالی کے لیے بھرپور یک جہتی کا مظاہرہ کیا۔ پاکستان کی تاریخ میں بہت کم مثالیں ملتی ہیں کہ حکومت عوام کی طاقت کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور ہوئی ہو۔ یہ بھی اس تاریخی لانگ مارچ کا اثر ہے کہ بلند و بانگ دعوے کرنے والی حکومت ہر طرح کی مذموم کوشش میں ناکامی کے بعد بالآخر عوام کی طاقت کے آگے جھک گئی کیونکہ عوام کے مطالبات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

4۔ نظم و نسق کا فقید المثال مظاہرہ

اِسلام آباد لانگ مارچ کے شرکاء نے نظم و نسق کے لحاظ سے بھی ایک مثال قائم کی ہے۔ لانگ مارچ اور دھرنہ میں کسی بھی مقام پر کوئی بدنظمی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ کھانے کا حصول ہو یا دیگر انسانی ضروریات کی تکمیل، ہر فرد نے انتہائی نظم و نسق کا مظاہرہ کیا اور کسی قسم کی دھکم پیل دیکھنے میں نہیں آئی۔ پاکستان میں تو یہاں تک ہوتا ہے کہ جلسے جلوسوں

میں لوگ اپنے لیڈر کی تقریر سننا بھی گوارا نہیں کرتے اور از خود آگے بڑھ کر کھانے کا کنٹرول سنبھالتے ہوئے چھینا جھپٹی شروع کردیتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ رمضان المبارک کے بابرکت ماہ میں افطار کے وقت سے قبل ہی روزے افطار کر لیتے ہیں اور واپس جاتے ہوئے اپنی جماعتوں کی کرسیاں بھی اُٹھا لے جاتے ہیں؛ لیکن لانگ مارچ اور دھرنے میں اس طرح کی بے ہودگی اور بدنظمی کا شائبہ تک نہیں پایا گیا اور اپنے بیگانے سبھی اس حسنِ نظم کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔

5۔ صبر و اِستقامت کا عدیم النظیر مظاہرہ

اِسلام آباد لانگ مارچ کے شرکاء صبر و اِستقامت کا اعلیٰ پیکر نظر آئے۔ انہوں نے لانگ مارچ اور دھرنے میں درپیش آنے والی ہر طرح کی موسمی شدت اور دیگر مشکلات کا پامردی سے سامنا کیا۔ جاڑے کی سخت سردی ہو یا یخ بستہ ہوا، حکومتی اہل کاروں کی طرف سے آپریشن کا خطرہ ہو یا دہشت گردی کا خوف، کوئی بھی شرکاء کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکا۔

6۔ ملکی ترقی و بقا کے لیے کثیر تعداد میں خواتین کی شمولیت

خواتین پاکستان کی نصف سے زائد آبادی ہیں۔ ملکی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ یہ نصف سے زائد آبادی اپنا مؤثر کردار ادا کرے۔ تحریک منہاج القرآن نے ہمیشہ خواتین کے حقوق کی آواز اٹھائی ہے اور ان کے مؤثر کردار کے لیے انہیں شعور و آگہی دی ہے۔ اگرچہ لانگ مارچ ایک کٹھن اور مشکل مرحلہ تھا اور قائد تحریک نے بیٹیوں کی شمولیت پر قدغن لگائی تھی، تاہم دخترانِ وطن نے اِنقلابی خواتینِ اِسلام کے نقشِ قدم پر چلنے کا عہد کرتے ہوئے بصد اصرار لانگ مارچ میں شمولیت کی اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ دھرتی کی بیٹیاں کھلے آسمان تلے شاہراہِ دستور پر دن رات بیٹھی رہیں بلکہ بہت سی خواتین اپنے کم عمر بچوں کے ہمراہ بھی عزمِ مصمم کے ساتھ دھرنے میں شریک رہیں۔ کیونکہ ان کے گھروں

میں بجلی تھی نہ پانی تھا، گیس تھی نہ کھانا پینا میسر تھا؛ لہٰذا انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ اپنے حقوق کی خاطر میدانِ عمل میں اترا جائے اور پُراَمن طریقہ سے احتجاج کیا جائے۔ اس طرح خواتین کو اپنے حقوق سے متعلق شعور و آگہی ملی اور ملکی معاملات میں ان کی دل چسپی و مؤثریت کا عظیم منظر بھی قومی و بین الاقوامی سطح پر دیکھا گیا۔

7۔ ہر طبقہ زندگی میں بیداری کی لہر

اِسلام آباد لانگ مارچ نے ہر طبقہ زندگی میں بیداری کی لہر پیدا کر دی ہے۔ ہر فرد- خواہ اس کا تعلق کسی بھی مسلک اور طبقہ اور عمر کے کسی بھی حصہ ہو- براہِ راست یا بالواسطہ لانگ مارچ میں شریک رہا ہے اور لوگوں کو یہ شعور ملا ہے کہ اپنے حقوق کی بحالی کے لیے ہمیں متحد ہو کر یک جہتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا کیونکہ زندگی آگے بڑھ کر چھینی جاتی ہے، طشتری میں رکھ کر کوئی پیش نہیں کرتا۔

8۔ ناقابلِ شکست عزم و ہمت کا اِظہار

اِسلام آباد لانگ مارچ کی کام یابی نے تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت و سیادت کا لوہا بھی منوایا ہے۔ اگر جذبات صادق ہوں اور قیادت اہل اور باکردار ہو تو قوموں کی زندگی میں کوئی بھی مسئلہ مسئلہ نہیں رہتا اور کوئی بھی مشکل مشکل نہیں رہتی۔ اس وقت ملک کی کشتی کو گرداب سے نکال کر ترقی کے سفر پر گام زن کرنے کی اہلیت و صلاحیت اگر کوئی رکھتا ہے تو وہ صرف شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کی ذات ہے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی ملکی و غیر ملکی امداد کے بغیر، ہر طرح کے خطرات سے ڈرائے اور دھمکائے جانے کے باوجود ہر طرح کے لالچ سے بے نیاز رہتے ہوئے ایک عظیم، تاریخی اور کام یاب لانگ مارچ کر کے دکھایا۔ ایک طرف ملک کی تمام سیاسی و مذہبی قیادتیں تھیں جو اپنے ذاتی و جماعتی مفادات کے لیے اکٹھی ہوگئی تھیں اور دوسری طرف حکومتی مشینری تھی جو عوام کا لانگ مارچ روکنے کے لیے ہر طرح کے

وسائل اور اوچھے ہتھکنڈوں سے مسلح تھی لیکن شیخ الاسلام نے کمال فہم اور مدبرانہ بصیرت سے عوام کو ان کے حقوق کے لیے نہ صرف مجتمع کیا بلکہ ان کے مطالبات تسلیم کیے جانے تک انہیں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے بٹھائے رکھا اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ یہ عزم و ہمت کے پیکر اُس وقت تک وہاں جمے رہے جب تک اربابِ اِختیار عوام کی بات سننے کے لیے ایوان ہائے اِقتدار سے نکل کر خود چل کر شاہراہِ دستور پر نہ آئے۔

9۔ ساری اپوزیشن اپنے مفادات کی خاطر مخالفت میں متحد ہوگئی

موجودہ جمہوری حکومت کی گزشتہ پانچ سالہ تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کا بڑے سے بڑا مسئلہ ہی کیوں نہ ہو تمام اپوزیشن جماعتوں کا کبھی اتفاق رائے نہیں ہوسکا۔ پاکستان کی داخلی و خارجی سکیورٹی کا مسئلہ ہو دہشت گردی کے خطرات ہوں، بلوچستان میں غیر ملکی مداخلت کا معاملہ ہو یا سرحدوں پر ہونے والی دراندازی درپیش ہو، کسی بھی اہم قومی ایشو پر ان کا اکٹھ نہیں ہوا۔ لیکن ان کی عوام دشمنی اور اپنے حقوق کے تحفظ کا کیا کہیے کہ ایک دوسرے کو شدید برا بھلا کہنے والی تمام اپوزیشن جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر اُس 'جمہوریت' کو بچانے کے لیے جمع ہوگئیں جو عوام کی بجائے ان کے اپنے مفادات کی محافظ تھی۔ کاش! یہ مفاد پرست سیاست دان اپنی سیاست و سیادت بچانے کی بجائے ریاست کو بچانے کے لیے متحد ہو جائیں۔

10۔ لانگ مارچ ناکام کرنے کے لیے حکومتی مشینری کا بے دریغ استعمال

اِسلام آباد لانگ مارچ کو روکنے کے لیے صوبائی و وفاقی حکومتوں کی ساری مشینری برسرِ پیکار نظر آئی حالانکہ یہ مارچ عوام کے حقوق کا ترجمان تھا۔ حکومتوں کے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ عوامی مسائل پر توجہ مرکوز رکھیں اور دہشت گردی اور امن و امان کے مسائل حل کریں لیکن انہوں نے سیاسی مارشل لاء لگا رکھا ہے۔ وہ کیسے گوارا کرسکتی تھیں کہ کوئی اپنے

حقوق کی بات کرے، کوئی ملکی مفادات کے تحفظ کی بات کرے جس سے ان کے vested interests پر زد پڑے۔ لہٰذا حکومتوں نے اپنے تحفظ اور اقتدار کو بچانے کے لیے تمام تر حکومتی مشینری کو استعمال کیا تاکہ یہ لانگ مارچ نہ ہو۔ لیکن عوام کے عزمِ مصمم کے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور جب قیادت بھی جرات مند، نڈر، بے باک، صالح اور باکردار ہو تو کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی۔

اسلام آباد لانگ مارچ روکنے کے لیے حکومتی مشینری کے ذریعے بسوں کے مالکان کو ڈرایا دھمکایا گیا؛ بسوں کے رجسٹریشن پیپرز اور ڈرائیورز کے لائسنسز چھین لیے گئے؛ سرکاری اہل کاروں نے ٹرانسپورٹرز کے اڈوں پر جا کر گاڑیاں بند کردینے کی دھمکیاں دیں؛ بسوں کے مالکان کو دہشت گردی کا خوف دلایا گیا بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ اگر دھما کا ہوا تو متعلقہ بس کا مالک اور ڈرائیور و کنڈکٹر ذمہ دار ہوں گے (حالانکہ پاکستان کی تاریخ میں اس طرح کا غیر ذمہ دارانہ بیان کبھی نہیں دیا گیا)۔ تحریک منہاج القرآن کے کارکنان اور عہدے داران کو ہراساں کیا گیا اور جب ہر طرف سے ناکامی ہوئی تو لانگ مارچ میں شرکت کے لیے جانے والی بسوں کو شاہ راہوں پر روک دیا گیا اور شرکاء کو بسوں سے نیچے اتار دیا گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ لانگ مارچ کے راستے میں پوری جی ٹی روڈ پر تمام پٹرول پمپس اور سی این جی اسٹیشنز بھی زبردستی بند رکھوائے گئے تاکہ گاڑیوں کے لیے فیول ہی مہیا نہ ہو۔ لیکن بحمدہٖ تعالیٰ اَربابِ اِقتدار، اپوزیشن اور حاسدین و معاندین کی تمام تر سازشوں کے باوجود لانگ مارچ اتنا کام یاب ہوا کہ الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا نے ببانگ دہل اس اَمر کا اِعلان کیا کہ اب کرپشن اور لوٹ مار کو ختم کرنا ہوگا ورنہ حکمرانوں کا اپنا خاتمہ ہو جائے گا۔

11۔ حقیقی اِنقلابی قیادت کا مظہر۔ شیخ الاسلام

اسلام آباد لانگ مارچ نے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے سیاست دان اور پارٹی رہنما اپنے اپنے ذاتی و جماعتی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں، ملک و قوم کے لیے کام نہیں

کرتے۔ جب کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ملک و قوم کی بات کی ہے، انہوں نے عوام کی بات کی ہے، انہوں نے غریبوں کی نمائندگی کی ہے، انہوں نے مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کے تحفظ کی بات کی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے پیچھے صرف اور صرف عوام تھی؛ کوئی ایجنسی، کوئی حکومت یا غیر جمہوری طاقت ان کی پشت پناہ نہ تھی۔ اس طرح شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری عوامی اتحاد اور قوت کا عظیم مظہر بن کر سامنے آئے کہ جو کسی بھی لالچ اور منصب و اقتدار کی خواہش کے بغیر صرف اور صرف عوام کی خدمت کے لیے میدان عمل میں اترے۔ اُن کا عزم و ہمت، جذبہ و استقامت اور صدق و خلوص اِس اَمر کی غمازی کر رہا ہے اگر انہیں خدمت کا موقع دیا گیا تو وطن عزیز ایسی ترقی کرے گا کہ دنیا اسے رشک کی نگاہ سے دیکھے گی۔

12۔ مذاکرات عوام کے سامنے مظاہرے کے اندر ہوئے

اِسلام آباد لانگ مارچ کی نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس کے اختتام پر ہونے والے مذاکرات شرکاء کے سامنے مظاہرے کے اندر ہوئے۔ اس سے دو طرح کے پیغامات سامنے آتے ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ مجمع واقعی اتنا پُراَمن اور منظّم تھا کہ تمام حکومتی جماعتوں کے نمائندگان بلا خوف و خطر اس لاکھوں کے پُرجوش مجمع میں آ گئے۔ دوسرا یہ کہ قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنے قول و فعل میں مطابقت رکھتے ہیں۔ انہوں نے مارچ شروع ہونے سے قبل کہا تھا کہ اب مذاکرات ڈی چوک میں عوام کے سامنے ہوں گے۔ انہوں نے اپنا قول سچ کر دکھایا۔ لانگ مارچ میں بھی عوام کے ساتھ سفر کیا اور دھرنہ میں بھی مسلسل عوام کے ساتھ رہے اور پھر خود کہیں جانے کی بجائے حکومتی نمائندگان کو مذاکرات کے لیے اپنے پاس بلایا۔

ان تمام نکات، حقائق و واقعات اور اَحوال کی روشنی میں وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ بلاشبہ یہ لانگ مارچ ایک عظیم اور تاریخی نوعیت کا حامل ہے اور اس نے پاکستان

کے سیاسی منظر نامے پر ایسے دور رس اثرات مرتب کیے ہیں، جن کی پیروی اگرچہ بہت سوں کے لیے مشکل ہوگی لیکن ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہوگا۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مارچ ایک trend setter کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس مارچ نے نہ صرف عوام کو اپنے حقوق کے لیے کھڑے ہونے کا ڈھنگ سکھا دیا ہے بلکہ پوری قوم میں بیداری کی لہر دوڑا دی ہے۔ یہ مارچ حقیقتاً آغازِ اِنقلاب ہے اور وہ دن دور نہیں جب پاکستان کی سرزمین پر مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع ہوگا۔ جابر و مستبد اور ظالم حکمرانوں کے ستائے ہوئے عوام اب اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک عدل و اِنصاف اور اَمن و آشتی کا پھریرا لہرا نہیں جاتا۔

اِسلام آباد لانگ مارچ کے نتائج

اس لانگ مارچ کے متعدد ثمرات و نتائج میں ایک بڑا تاریخی اور قابلِ تحسین ثمر۔ جو اس قوم کو ملا وہ۔ اس لانگ مارچ کے اختتام پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا حکومت میں شامل تمام اتحادی جماعتوں کے نمائندوں کے ساتھ حکومتی سطح پہ ہونے والا معاہدہ ہے جسے 'اسلام آباد لانگ مارچ ڈکلیریشن' کا نام دیا گیا۔

ذیل میں 'اسلام آباد لانگ مارچ ڈکلیریشن' کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ بعد ازاں اس کے مشتملات کا نکات وار تجزیہ کیا جاسکے۔

اِسلام آباد لانگ مارچ اِعلامیہ (اُردو ترجمہ)

''1۔ قومی اسمبلی کو (اپنی مقررہ میعاد) 16 مارچ سے قبل کسی بھی وقت تحلیل کر دیا جائے گا، تاکہ اس کے بعد 90 دن کے اندر اندر انتخابات کا انعقاد کروایا جاسکے۔ کاغذات کی جانچ پڑتال اور آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت امیدواروں کی pre-clearance کے لیے ایک ماہ کا وقت دیا جائے گا تاکہ الیکشن کمیشن امیدواروں کے انتخابات میں حصہ

لینے کی اہلیت کا یقین کر سکے۔ کسی بھی امیدوار کو اپنی انتخابی مہم کے آغاز کی اجازت نہیں دی جائے گی جب تک ان کی یہ چھانٹی نہیں ہو جاتی اور الیکشن کمیشن ان کی اہلیت کا فیصلہ نہیں کرتا۔

2۔ حکومتی اتحاد اور پاکستان عوامی تحریک دونوں مکمل اتفاق رائے سے دو دیانت دار اور غیر جانب دار (honest & impartial) امیدواروں کے نام نگران وزیر اعظم کے طور پر تجویز کریں گے۔

3۔ الیکشن کمیشن کی تشکیل نو کے بارے میں ایک اجلاس اگلے ہفتے اتوار 27 جنوری 2013ء کو بارہ بجے منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ لاہور میں منعقد ہوگا۔ اس کے بعد ہونے والے تمام اجلاس بھی منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ میں ہی ہوں گے۔ آج کے فیصلے کی پیروی میں وزیر قانون مندرجہ ذیل وکلاء کو ایک اجلاس میں ان معاملات پر غور کے لیے بلائیں گے: ایس ایم ظفر، وسیم سجاد، اعتزاز احسن، فروغ نسیم، لطیف آفریدی، ڈاکٹر خالد رانجھا اور ہمایوں احسان۔ وزیر قانون فاروق ایچ نائیک 27 جنوری کے اجلاس میں قانونی صلاح و مشورے کے بارے میں رپورٹ پیش کریں گے۔

4۔ انتخابی اصلاحات کے بارے میں اتفاق کیا گیا کہ انتخابات سے پہلے آئین کی مندرجہ ذیل شقوں پر عمل درآمد پر خصوصی توجہ دی جائے گی:

a. آئین کی شق 62، 63 اور 218 (3)

b. عوامی نمائندگی کے ایکٹ 1976ء کے سیکشن 77 تا 82 اور دوسرے سیکشنز جو انتخابات کی آزادانہ، منصفانہ، شفاف اور ایمان دارانہ بنیادوں پر انعقاد اور ہر قسم کے بدعنوان معمولات کے تدارک سے متعلق ہیں۔

c. سپریم کورٹ کی 2011ء کی قانونی درخواست پر 8 جون 2012ء کو صادر ہونے والے فیصلے پر اصل روح کے مطابق من و عن عمل درآمد کروایا جائے گا۔

5۔ لانگ مارچ کے اختتام کے بعد جانبین کے ایک دوسرے کے خلاف تمام قسم کے مقدمات ختم کر دیے جائیں گے اور دونوں جانب سے ایک دوسرے اور مارچ میں شریک کسی فرد یا تنظیم کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائی نہیں کریں گے۔

اس اِعلامیے پرخوش اسلوبی اور مفاہمت کی رُو سے عمل درآمد کیا جائے گا۔‘‘

ذیل میں اس تاریخی اِعلامیہ کے مشتملات کا نکات وار جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

1۔ انتخابات کے انعقاد کے لیے 90 دن کا وقت

اسلام آباد لانگ مارچ ڈکلیریشن میں طے کیے گئے نکات میں سے ایک اہم نکتہ یہ کہ اس اعلامیے کے مطابق قومی اسمبلی کی تحلیل کے بعد 90 دن کے اندر اندر انتخابات کے انعقاد کو ممکن بنایا جائے گا۔ اس سے قبل حکومتی اتحاد اور حزبِ اِختلاف میں اس بات پر مک مکا ہو چکا تھا کہ انتخابات کے لیے لگ بھگ 45 دن ہی دیے جائیں تا کہ نگران حکومتوں اور الیکشن کمیشن کے لیے کسی قسم کی اصلاحات کے نفاذ یا امیدواروں کی اہلیت کی جانچ پڑتال ہی ممکن نہ ہو اور یہی لوگ بغیر کسی روک ٹوک کے دوبارہ ایوان ہاے اِقتدار میں پہنچ جائیں۔ اب لانگ مارچ اعلامیہ کے نتیجے میں یہ طے پایا ہے کہ قومی اسمبلی کو مقررہ وقت سے قبل تحلیل کر دیا جائے گا تا کہ نگران حکومتوں کو 90 دن ملیں اور اصلاحات کے مؤثر نفاذ کے لیے مناسب وقت میسر آئے۔

2۔ کاغذات کی چھان بین (scrutiny) کے لیے 30 دن کا دورانیہ

ایک انقلابی اور اہم فیصلہ جو اس معاہدے کے مطابق کیا گیا وہ یہ ہے کہ کاغذات کی جانچ پڑتال اور آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت امیدواروں کی اہلیت کا جائزہ لینے کے لیے سات دن کی بجائے ایک ماہ کا وقت دیا جائے گا تا کہ الیکشن کمیشن امیدواروں کی

اہلیت کا تعین کر سکے۔ کسی بھی امیدوار کو اپنی انتخابی مہم کے آغاز کی اس وقت تک اجازت نہیں دی جائے گی جب تک اس کی مکمل چھان بین نہیں ہو جاتی اور الیکشن کمیشن اجازت نہیں دے دیتا۔ اِس طرح کسی بھی شخص کو باقاعدہ امیدوار بننے اور انتخابی مہم کے آغاز سے قبل الیکشن کمیشن سے clearance لینا پڑے گی۔ اس طرح کرپٹ، ٹیکس چور، نادہندگان اور دیگر ایسے عناصر کے امیدوار بننے کا راستہ رک جائے گا۔

یہ ایک حقیقت ہے اس سے قبل کاغذات کی جانچ پڑتال اور امیدواروں کی انتخابات میں حصہ لینے کی اہلیت کا جائزہ لینے کے لیے جو مدت قانون میں موجود تھی وہ اتنی کم تھی کہ اس میں تو کسی امیدوار کے بارے میں ابتدائی معلومات کی درستگی کا فیصلہ کرنا بھی ممکن نہیں تھا چہ جائیکہ عوامی سطح پہ اس کے بارے میں پیش کی جانے والی شکایات کا جائزہ لینے، ان کی صداقت معلوم کرنے اور امیدوار کے خلاف کسی بھی نوعیت کے الزامات موجود ہونے کی صورت میں ان الزامات کو جانچنے، پرکھنے اور اس کے نتیجے میں امیدوار کو ملزم، مجرم یا بے گناہ قرار دینے کا کوئی فیصلہ ہو سکے۔ مزید برآں آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 میں جن بنیادی شرائط و ضوابط کا تذکرہ کیا گیا ہے کسی بھی امیدوار کے لیے الیکشن لڑنے سے پہلے انہیں پورا کرنا ضروری ہے۔ ان کے بارے میں اتنے کم وقت میں جبکہ ان دنوں میں الیکشن کمیشن پر کام کا بوجھ بھی حد سے بڑھا ہوا ہو، ممکن ہی نہیں تھا۔ اب اس ڈکلیریشن میں اس مدت کا اضافہ دنوں سے بڑھا کر ایک ماہ تک کر دیا گیا ہے۔ اب سول سوسائٹی اور معاشرے کے وہ طبقات جو حقیقتاً یہ چاہتے ہیں کہ ملک میں شفاف انتخاب ہوں اور ان انتخابات کے نتیجے میں ایسے لوگ برسر اقتدار آئیں جو اہلیت کے حامل ہوں، باکردار ہوں، آئینی تقاضے پورے کرتے ہوں اور منتخب ہونے کے بعد عوامی امنگوں کے مطابق پارلیمان میں اپنا کردار ادا کرنے کے اہل بھی ہوں ان کے لیے ایک موقع ہے کہ وہ اس وقت کو استعمال کرتے ہوئے الیکشن کمیشن، متعلقہ اداروں اور خود سیاسی جماعتوں کی معاونت کریں کہ کوئی بھی نااہل امیدوار آئین کے آرٹیکلز 62 اور 63 کی چھلنی سے گزرے بغیر انتخاب

لڑنے کے لیے آگے نہ آسکے۔

یہ لانگ مارچ ڈکلیریشن کی کام یابی کا ثبوت ہے کہ مؤرّخہ 23 جنوری 2013ء کو الیکشن کمیشن آف پاکستان نے معاہدے کی پاس داری کا اعتراف کرتے ہوئے اعلان کیا کہ امیدواروں کے کاغذاتِ نامزدگی کے لیے 30 روزہ اسکروٹنی کی منظوری دے دی گئی ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ جعلی ڈگری والے، ٹیکس چور، یوٹیلٹی بلز کے ڈیفالٹر اور جعل سازی میں ملوث افراد آئندہ انتخابات میں حصہ نہ لے سکیں۔ اِسلام آباد لانگ مارچ ڈکلیریشن کے مطابق الیکشن کمیشن نے یہ بھی طے کیا ہے کہ اس مقصد کے لیے مختلف سرکاری اداروں بشمول ایف بی آر (FBR)، ایف آئی اے (FIA)، نیب (NAB)، ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC)، صوبائی پولیس اور انسداد بدعنوانی کے محکمے، بجلی اور گیس کے محکمے، اسٹیٹ بینک، ایکسائز، ٹیکس ڈیپارٹمنٹ وغیرہ سے خط و کتابت کر کے ان سے انتخابات میں حصہ لینے کے خواہش مند امیدواروں کی کلیئرنس لی جائے گی۔

3۔ آرٹیکل 218 کیا ہے؟

اس ڈکلیریشن میں کچھ اور مزید اقدامات پر بھی اتفاق رائے کیا گیا جو انتخابات کو شفاف بنانے کے لیے نہ صرف ممد و معاون ثابت ہوں گے بلکہ انتخابات کے شفاف ہونے کو یقینی بنائیں گے۔ انتخابی اصلاحات کے بارے میں اعلامیے میں اتفاق کیا گیا کہ انتخابات سے پہلے آئین کی 62، 63 اور 218 (3) پر عمل درآمد پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے آرٹیکل 77 تا 82 اور دوسرے آرٹیکلز - جو انتخابات کی آزادانہ، منصفانہ، شفاف اور ایمان دارانہ بنیادوں پر انعقاد اور ہر قسم کے بدعنوانانی کے معمولات کے تدارک سے متعلق ہیں - ان پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کا ذکر بھی اس اعلامیے میں کیا گیا ہے۔

وہ تمام اقدامات جنہیں اسلام آباد لانگ مارچ اعلامیہ کا حصہ بنایا گیا ان کا مقصد ہی

یہ ہے کہ آنے والے انتخابات کو شفاف اور منصفانہ بنایا جاسکے اور ان انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی پارلیمان ایسے اراکین پر مشتمل ہو جو آئین اور قانون کے تقاضوں کو پورا کرنے والے اور آئینی معیارات پر پورا اترنے والے ہوں۔ یہ لانگ مارچ کی تاریخی کامیابی ہے کہ لانگ مارچ اعلامیہ کے ان اقدامات کو الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بھی اہمیت دی اور اس کی شقوں پر مشتمل موجودہ قوانین کی تبدیلی کے لیے تیاریاں شروع کر دیں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے اس کے لیے ایک مسودہ بھی منظور کیا ہے جس میں عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء میں مختلف تبدیلیاں تجویز کی ہیں تاکہ الیکشن کا عمل شفاف طریقے سے انجام دینے کے لیے کمیشن کو بااختیار بنایا جاسکے۔ اس کے تحت الیکشن کمیشن نے یہ طے کیا ہے کہ ملکی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوگا کہ الیکشن کمیشن کے ریٹرننگ آفیسرز کو امیدواروں کی چھان بین کے لیے مختلف ایجنسیوں سے براہِ راست رابطے کا اختیار ہوگا کیونکہ اس سے پہلے ماضی میں ریٹرننگ افسران اسی وقت کسی بات کو چیک کرتے تھے جب اعتراضات سامنے آتے تھے۔ اس نئے قانون کے بعد امیدواروں کی ابتدائی فہرست مکمل ہونے کے بعد متعلقہ ریٹرننگ افسر کسی بھی طرح کا اعتراض اٹھائے جانے سے پہلے ہی تمام تر متعلقہ دستاویزات یعنی ٹیکس کی ادائیگی، یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی اور پراپرٹی وغیرہ کی تفصیلات کے ہمراہ متعلقہ اداروں کو زیر التوا کیسز کی تصدیق کے لیے بھجوا دے گا۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے اس مجوزہ مسودہ میں اسکروٹنی کا عرصہ بھی سات روز سے بڑھا کر تیس روز کرنے کی تجویز شامل کر لی ہے اور یہ طے کیا ہے کہ اگر یہ ثابت ہوگیا کہ کسی امیدوار نے گزشتہ پانچ سالوں میں کوئی انکم ٹیکس گوشوارہ جمع نہیں کروایا تو وہ الیکشن لڑنے کے لیے اہل نہیں ہوگا۔ ایک رپورٹ کی مطابق موجودہ پارلیمان کے ستر فیصد اراکین نے انکم ٹیکس قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔ اسی طرح 2008ء سے 2013ء کے درمیان جو امیدوار رکن اسمبلی رہے اور ان کی ڈگریاں جعلی پائی گئیں یا ان کی تصدیق نہ ہوسکی اس کی تفصیل ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) سے معلوم کی جائے گی؛ اور اسی طرح

وہ امیدوار جو 2008ء سے 2013ء کے درمیان رکن رہے مگر انہوں نے دوہری شہریت کے حوالے سے جھوٹے بیانات دیے وہ بھی اس انتخاب کے لیے نا اہل قرار پائیں گے۔

4۔ بدعنوان سرگرمیاں کیا ہیں؟

اسلام آباد لانگ مارچ اعلامیہ کے مطابق آزادانہ، غیر جانب دار اور شفاف انتخابات کے انعقاد کے لیے عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے آرٹیکل نمبر 77 تا 82 اور دیگر آرٹیکلز پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے گا تاکہ انتخابات میں بدعنوان سرگرمیوں (corrupt practices) اور کرپٹ عناصر کا سدباب کیا جاسکے۔ عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے آرٹیکل نمبر 78 کے مطابق اگر کوئی شخص رشوت ستانی، بہروپ بدلنے یا ناجائز اثر و رسوخ استعمال کرے؛ جھوٹا بیان دے یا شائع کرے یا کسی مخصوص مواد، مسوّدے یا دستاویز میں غلط یا جھوٹا بیان شامل کرے؛ کسی امیدوار یا اس کے کسی رشتہ دار کی کردار کشی کرے تاکہ اس کے انتخابی عمل پر منفی اثرات مرتب ہوں یا جس سے کسی اور امیدوار کی شہرت اور انتخاب میں کامیابی مقصود ہو؛ یا امیدوار کی تعلیمی قابلیت، اس کے اثاثہ جات اور مالی واجبات یا قرض کی ادائیگی کے بارے میں غلط بیانی کرے تو یہ بدعنوانی کا ارتکاب ہوگا۔

آرٹیکل نمبر 78 کے مطابق یہ بھی بدعنوانی کا ارتکاب ہوگا کہ اگر کسی امیدوار کے مذہب، صوبے، طبقے، قبیلے، نسل، ذات، برادری یا مذہبی فرقے کی بنیاد پر کسی شخص کو اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے یا نہ کرنے کے لیے کہے یا اسے قائل کرے؛ یا کسی امیدوار کی دانستہ حمایت یا مخالفت کرے، اپنی ذات یا اپنے بیوی بچوں کے سوا، کسی ووٹر کو پولنگ اسٹیشن تک لے جانے اور واپس لانے کے لیے ذرائع نقل و حرکت، کوئی موٹر گاڑی یا کشتی، کرائے پر دے یا لے یا اُجرتاً یا عاریتاً حاصل کرے؛ یا کسی بھی شخص کو پولنگ اسٹیشن سے بغیر اپنا ووٹ دیے چلے جانے کی وجہ بن جائے یا ایسی کوشش کرے۔

عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے آرٹیکل نمبر 79 کے مطابق اگر کوئی شخص،

بلاواسطہ یا بالواسطہ، خود یا اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حق رائے دہی استعمال کرنے یا نہ کرنے، امیدوار بننے یا امیدوار نہ بننے یا انتخابات میں حصہ نہ لینے کے لیے اپنے کاغذات واپس لینے کے عوض کوئی فائدہ، سہولت یا معاوضہ حاصل کرے یا لینے پر آمادگی ظاہر کرے، یا اس کے لیے معاہدہ کرے؛ یا کوئی فائدہ، سہولت یا معاوضہ فراہم کرے یا اس کی پیشکش کرے یا اس کا وعدہ کرے تو یہ رشوت ستانی کا ارتکاب ہوگا۔

عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کا آرٹیکل نمبر 80 کسی فوت شدہ یا دوسرے شخص کا روپ دھارنے سے متعلق ہے اور یہ بھی قابل سزا جرم ہے۔

عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کا آرٹیکل نمبر 81 ناجائز اثر و رسوخ کے استعمال سے متعلق ہے۔ اس کی رُو سے اگر کوئی بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی کو حق رائے دہی استعمال کرنے یا نہ کرنے پر اکسانے یا مجبور کرنے کے لیے، یا اپنے آپ کو بطور امیدوار پیش کرنے کے لیے، یا الیکشن میں حصہ نہ لینے کی غرض سے اپنے کاغذات واپس لینے کے لیے کہے تو یہ ناجائز اثر و رسوخ کے زمرے میں آئے گا۔ اسی طرح اگر وہ مزاحمت، تشدد یا طاقت استعمال کرنے کی دھمکی دے؛ نقصان پہنچائے، زخمی کرے یا ایسا کرنے کی دھمکی دے؛ اللہ کی لعنت بھیجے یا ایسا کرنے کی دھمکی دے، یا کسی پیر یا روحانی پیشوا کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کا سامان پیدا کرے، یا ایسا کرنے کی دھمکی دے؛ کوئی مذہبی سزا دے یا دینے کی دھمکی دے؛ حکومتی یا سرکاری اثر و رسوخ استعمال کرے؛ پاکستان کی مسلح افواج کو بدنام کرے تو یہ بھی ناجائز اثر و رسوخ کا استعمال ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی امیدوار اَغواء، حبسِ بے جا، یا جعل سازی، دھوکے اور فریب کے ذریعے کسی ووٹر کے حق رائے دہی کے استعمال میں رکاوٹ ڈالے، یا کسی ووٹر پر ووٹ دینے یا نہ دینے کے لیے اثر انداز ہو، اسے مجبور کرے یا اکسائے تو یہ بھی ناجائز اثر و رسوخ کا استعمال ہوگا۔

عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے آرٹیکل نمبر 82 کے مطابق ان تمام طرح کی بدعنوانیوں کے مرتکب شخص کو تین سال تک سزائے قید، پانچ ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں

سزائیں ایک ساتھ دی جاسکتی ہیں۔

عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء کے آرٹیکل نمبر 82A کے مطابق اگر کوئی پولنگ اسٹیشن پر قبضہ کرلے، یا اس مقصد کے لیے متعین کی گئی جگہ پر قبضہ کرلے اور پولنگ حکام کو بیلٹ پیپرز اور بیلٹ بکس اس کے حوالے کرنے پر مجبور کر دے، یا ایسے اقدامات کرے جس سے انتخابات کے انعقاد میں خلل اندازی ہو؛ پولنگ سٹیشن یا پولنگ کے لیے متعین کردہ جگہ کو اپنے قبضے میں لے کر اپنے حامی ووٹرز سے حق رائے دہی استعمال کرائے اور دوسروں کو اس سے محروم کر دے؛ کسی ووٹر پر بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر جبر کرے، اسے ڈرائے اور دھمکائے اور اسے پولنگ اسٹیشن یا اس کے لیے مختص کی گئی جگہ پر ووٹ ڈالنے کے لیے جانے سے روکے؛ سرکاری ملازم یا سرکاری اتھارٹی کے زیر اثر کام کرنے والے محکموں، اداروں اور کارپوریشنوں کا ملازم ہوتے ہوئے کسی امیدوار کے حق میں یا اس کے خلاف درج بالا اقدامات کا ارتکاب کرے تو ایسا شخص کم سے کم 3 سال قید- جسے پانچ سال تک بڑھایا جاسکتا ہے- اور 50 ہزار روپے جرمانہ- جسے ایک لاکھ روپے تک بڑھایا جاسکتا ہے- کی سزا کا مستحق ہوگا۔

مؤرّخہ 23 جنوری 2013ء کو الیکشن کمیشن آف پاکستان نے لانگ مارچ ڈکلیریشن کے مطابق انتخابات کے دوران کرپشن کرنے، جعلی ووٹ ڈالنے، پولنگ اسٹیشنز پر قبضہ کرنے، انتخابی عمل میں رکاوٹ ڈالنے، بیلٹ باکس چرانے وغیرہ کی سزاؤں پر عمل درآمد یقینی بنانے کا اعادہ کیا ہے۔

5۔ آرٹیکل 62، 63 کے تحت کون الیکشن لڑنے کا اہل نہیں ہوگا؟

لانگ مارچ اعلامیہ کی روح آئین پر عمل درآمد ہے۔ آئین کے آرٹیکل 62 کے مطابق یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص درج ذیل اُمور کا مرتکب ہو تو وہ پارلیمنٹ کا رکن بننے کا اہل نہیں ہوگا:

☆ جو اسلامی تعلیمات کو نظر انداز کرتا ہو؛

☆ جو کسی بھی طرح کے اخلاقی جرم یا جھوٹی گواہی دینے کا مجرم ٹھہرایا گیا ہو؛

اسی طرح آئین کے آرٹیکل 63 (1) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص مجلس شوریٰ یعنی پارلیمنٹ کا رکن بننے کا اہل نہیں ہوگا:

☆ جو نادہندہ قرار پا چکا ہو؛

☆ اسے کسی بھی مجاز عدالت نے بددیانتی اور کرپشن اور اخلاقی جرائم یا اختیار کے غلط استعمال کی بنا پر قانون کے تحت مجرم قرار دیا ہو؛

☆ اسے کسی بھی حوالے سے بددیانتی اور غیر قانونی نوعیت کے اقدامات کا مرتکب پایا گیا ہو۔

☆ اس نے کسی بھی بینک، مالیاتی ادارے، کوآپریٹو سوسائٹی یا کوآپریٹو ادارے سے اپنے نام، یا اپنی بیوی کے نام یا اپنے دوسرے اعزا واقارب کے نام پر دو ملین روپے سے زائد کا قرض لیا ہو اور جو مقررہ تاریخ کے اندر ادا نہ کیا گیا ہو،

☆ یا وہ قرضہ معاف کروایا گیا ہو؛

☆ وہ یا اس کی بیوی یا اس کے خاندان کے دیگر افراد نے حکومتی واجبات اور یوٹیلیٹی بلز ادا نہ کیے ہوں جس میں ٹیلی فون، بجلی، گیس، پانی کے واجبات شامل ہیں اور یہ رقم دس ہزار روپے سے بڑھ گئی ہو اور کاغذاتِ نامزدگی داخل کراتے وقت ان کی عدم ادائیگی کو چھ ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہو۔

آئین کے آرٹیکل 218 (3) کے تحت یہ قرار دیا گیا ہے کہ الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہوگی کہ انتخابات کروانے کے لیے ضروری اقدامات کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ انتخابات دیانت دارانہ، منصفانہ اور شفاف ہوں اور وہ قانون کے مطابق منعقد کیے جائیں اور ان انتخابات میں ہر طرح کی کرپٹ پریکٹسز کا مکمل طور پر سدباب کیا گیا ہو۔

6۔ سپریم کورٹ کا 8 جون 2012ء کا فیصلہ کیا ہے؟

لانگ مارچ اعلامیہ میں جو نکات شامل کیے گئے ہیں، ان کی اَہمیت اور مؤثریت کا اندازہ اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے جون 2012ء کے فیصلے میں بھی آئین کی ان شقوں سے متعلق امور پر شد و مد کے ساتھ بیان کیا تھا۔ اس فیصلے میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے قرار دیا کہ:

...... ہم درجِ ذیل قرار دیتے اور حکم دیتے ہیں:

a۔ الیکشن کمیشن اپنی آئینی ذمہ داری آئین کے آرٹیکل 218 (3) کے تحت تمام الیکشن قوانین عوامی نمائندگی کے ایکٹ، عوامی نمائندگی اور دوسرے قوانین/ قواعد وغیرہ پر سختی سے عمل کروائے۔

b۔ الیکشن کمیشن کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ نہ صرف الیکشن سے متعلق غیر قانونی کاموں پر نظر رکھے (انتخابی مہم میں مالی حدود کی خلاف ورزی وغیرہ) یا بدعنوانیاں (رشوت وغیرہ) بلکہ اُسے یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ الیکشن کی سرگرمیوں پر نظرِ ثانی کرے بشمول جلسے، جلوس، لاؤڈ اسپیکرز کا استعمال وغیرہ؛ شفافیت کے معیار پر ان کے اثرات، انصاف اور دیانت داری پر الیکشن کو پورا کرانا چاہیے۔ الیکشن کمیشن کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ جمہوریت کی روح، شفافیت اور منصفانہ الیکشن کروانے کے لیے حفاظتی اقدامات کرسکتا ہے۔ الیکشن کمیشن کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کو یقینی بنانے کے لیے تمام اقدامات کرے۔

c۔ الیکشن کمیشن کو انتخابات کے انعقاد کے اعلان کے دن سے ہی انتخابی اخراجات کا جائزہ لینا چاہیے۔ ایک امیدوار کو انتخابات کے اختتام کے فوری بعد اپنے اخراجات کا حساب دینا چاہیے۔ ڈکلیریشن فارم میں درج ذیل مندرجہ جات ہونے چاہیں:

(i) انتخابی اخراجات پورے کرنے کے لیے میں نے اکاؤنٹ نمبر ...... بینک میں (جس میں شیڈولڈ بنک کا نام معہ برانچ ہوگا) کھلوایا ہے اور اس میں انتخابی

اخراجات کے لیے مجوزہ رقم جمع کروا دی ہے۔

(ii) تمام انتخابی اخراجات مندرجہ بالا اکاؤنٹ میں رکھی گئی رقم سے کیے جائیں گے۔

(iii) انتخابی اخراجات کے لیے مندرجہ بالا اکاؤنٹ کے علاوہ کسی بھی دوسرے اکاؤنٹ سے اخراجات نہیں کیے جائیں گے۔ (بینک سٹیٹمنٹ کی کاپی ریٹرن کے ساتھ منسلک کی جائے گی)۔

d۔ الیکشن کمیشن امیدواروں کے ساتھ میٹنگز کرے اور انہیں متعلقہ قوانین اور قواعد کے بارے میں آگاہ کرے اور انتخابی عملے کا تعین کرکے ان امیدواروں سے ہفتہ وار انتخابی اخراجات کی فہرست حاصل کرنے کا کہے اور وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں کا معائنہ بھی کرے۔ انتخابی اخراجات سے متعلق تمام امور جی ایس ٹی، رجسٹرڈ فرمز/ اشخاص کے ساتھ ہونے چاہییں۔

e۔ رائے دہندگان کی سہولت کے لیے پورے ملک میں پولنگ اسٹیشنز کی تعداد کو مناسب حد تک بڑھایا جائے تاکہ پولنگ اسٹیشنز رائے دہندگان کی رہائش سے دو کلومیٹر سے زائد فاصلے پر نہ ہوں۔ اس سلسلے میں الیکشن کمیشن کو دی گئی تجاویز کو مدنظر رکھنا چاہیے جس میں رائے دہندگان کو سرکاری ٹرانسپورٹ مہیا کرنا ہے۔ لیکن کسی بھی صورت میں امیدواروں کو انتخابات کے دن کے لیے کرایہ کی یا پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کی اجازت نہ دی جائے۔ جہاں ٹرانسپورٹ کے انتظامات الیکشن کمیشن نے کیے ہوں تو ان کے راستوں کی تشہیر عوام کی اطلاع کے لیے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر وسیع پیمانے پر کی جائے۔

f۔ جہاں تک رائے دہندگان کو پرچی حوالے کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں الیکشن کمیشن آف پاکستان رائے دہندگان کو مطلوبہ معلومات مہیا کرنے کے لیے دوسرے ذرائع استعمال کرے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے ROPA (یعنی عوامی نمائندگی ایکٹ) کی دفعہ 84 پہ سختی سے عمل درآمد یقینی بناتے ہوئے پولنگ اسٹیشنز کے نزدیک انتخابی دفاتر

کے قیام پر فی الفور پابندی لگائی جانی چاہیے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان رائے دہندگان کو ان کے ووٹ کا اقتباس ووٹر لسٹ سے الیکشن کے انعقاد سے کم از کم سات دن قبل بذریعہ ڈاک ایک گھر میں رہنے والے ایک یا زیادہ اشخاص کے نام روانہ کرنے کا انتظام کرے یا ڈاک کے اخراجات بچانے کے لیے وہ اقتباسات یوٹیلٹی بلوں کے ساتھ منسلک کرے۔

g۔ کس طرح کی انتخابی مہم کی سرگرمیوں کی اجازت دی جانی چاہیے جو کہ ایک طرف تو انتخابی مہم کا مقصد پورا کریں اور دوسری طرف عام آدمی کی پہنچ میں بھی ہوں؟ اس سلسلے میں درخواست دہندگان نے کچھ سرگرمیاں تجویز کی ہیں جیسا کہ گھر گھر جا کر campaign کرنا، منشور کی تشہیر، ریاستی ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر راغب کرنا، امیدواروں اور ووٹرز کا بحث مباحثہ وغیرہ شامل ہیں۔ ROPA (Representation of People Act) اور دوسرے متعلقہ قوانین نے ان سرگرمیوں کی اجازت قانون کی نظر میں دی ہے۔ اس لیے الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ان سرگرمیوں کی میرٹ کے مطابق حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

h۔ صاف اور شفاف انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنانے کے لیے صوبائی حکومت کے ملازمین کی بجائے وفاقی حکومت، خود مختار تنظیموں/ اداروں کے ملازمین کو پولنگ اسٹیشنز پر تعینات کیا جائے۔

i۔ جہاں تک کمپیوٹرائزڈ بیلٹنگ (ballotting) کو متعارف کروانے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں بتایا گیا ہے کہ الیکشن کمیشن پہلے سے ہی اس پر کام کر رہا ہے۔ اس لیے ہم توقع کرتے ہیں کہ مناسب وقت پر اس سلسلے میں مؤثر اقدامات کیے جائیں گے۔

j۔ صاف، شفاف اور منصفانہ انتخابات کے مقصد کے حصول کے لیے الیکشن کمیشن کو فی الفور قابلِ بھروسہ اور آزادنہ اداروں کے ذریعے ووٹر لسٹوں کی درست تیاری اور نگرانی کو یقینی بنانا چاہیے۔ اس سلسلے میں الیکشن کمیشن آف پاکسان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ رائے دہندگان کی فہرستوں کا گھر گھر جا کر جانچ کرے اور اس تجدید اور نگرانی کے کام کی شفافیت سے تکمیل کے لیے، اگر ضروری ہو تو فوج اور فرنٹیر کور کو بھی تعینات کیا جا سکتا ہے۔

k۔ انتخابی تنازعات کو فی الفور حل کرنے کے لیے الیکشن کمیشن کے لیے تصحیحی اقدامات کرنا ضروری ہیں۔ اس بارے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان حکومتی اخراجات پر الیکشن قوانین سے مکمل آگاہی رکھنے والے وکلاء کا پینل بنانے پر غور کرے جو کہ معاشرے کے مظلوم طبقہ کو مفت قانونی خدمات فراہم کرے۔

l۔ الیکشن کمیشن کا فرض ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ تمام رائے دہندگان کی انتخابات میں شرکت ہو اور اس سلسلہ میں پاکستان میں ووٹ ڈالنے کو لازمی بنانے کے لیے جتنی جلدی ممکن ہو تمام ضروری اقدامات کیے جائیں۔

m۔ First past the post طریقہ انتخاب کے تحت ضروری نہیں کہ جیتنے والے امیدوار کو ڈالے گئے ووٹوں کی مکمل اکثریت حاصل ہو اور اس طرح ایسا امیدوار ڈالے گئے ووٹوں کی اکثریت کی حمایت نہ رکھتا ہو۔ اس طرح FPTP (First past the post) طریقہ انتخاب اکثریت کے اصول کی نفی کرتا ہے۔ الیکشن کمیشن ایسے طریقے اور ذرائع دریافت کرے اور انتخابات کا مناسب طریقہ سے تعارف کروائے جس میں Run off Election اور None of the above options جیسی تجاویز بھی شامل ہوں۔ درج بالا بحث کی روشنی میں لوگوں کی صحیح نمائندگی ہو اور اکثریت کا اصول اپنایا جائے۔

n۔ الیکشن کمیشن کو قواعد بنانے کا اختیار حاصل ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ الیکشن شفاف، دیانتدارانہ، منصفانہ اور قانون کے مطابق ہوں اور بدعنوانی کی حوصلہ شکنی ہو۔ درج بالا مختلف تجاویز پر نقطہ نظر میں اتفاق ہے۔ اس لیے ہم الیکشن کمیشن کو حکم دیتے ہیں کہ قوانین مرتب کرے اور ہدایات جاری کرے تاکہ ان اقدامات کو قانونی تحفظ ہوں، ان پر عمل درآمد ہو تاکہ شفاف، آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کا حتمی مقصد حاصل ہو سکے۔

7۔ غیر جانب دار اور دیانت دار نگران حکومت کا تقرر

آئین کی بیسویں ترمیم کے ذریعے حکومتی اتحاد اور حزبِ اِختلاف نے نگران وزیر اعظم اور وزراے اَعلیٰ کے تقرر کے لیے ایک ایسے ضابطہ کو آئینی شکل دے دی تھی جس کے تحت دونوں جماعتوں کے مک مکا سے نگران سیٹ اپ قائم ہو اور جو ان دونوں جماعتوں کے مفادات کا ہی محافظ ہو۔ لانگ مارچ اِعلامیہ کے ذریعے اس مک مکا کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اب نگران وزیر اعظم کے لیے ناموں کو تجویز کرنے میں حکومتی اتحاد کو پاکستان عوامی تحریک کے مکمل اتفاق رائے کا پابند بنا دیا گیا۔ لہٰذا اب غالب امکان یہی ہے کہ نگران سیٹ اپ آزاد، خود مختار اور مکمل طور پر غیر جانب دار لایا جاسکے گا۔

خلاصہ کلام

اِن تمام اُمور کا اگر دیانت دارانہ جائزہ لیا جائے تو یہ اَمر کما حقہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ان قوانین اور تجاویز پر مکمل عمل درآمد کی صورت میں جو اسمبلی منتخب ہو کر آئے گی - چاہے اُس کے اراکین کا تعلق کسی بھی پارٹی سے ہو- وہ آئین کے مطابق سمجھ دار و باصلاحیت، پارسا، غیر فاسق و نیک اور صادق و امین (sagacious, righteous and non-profligate, honest and ameen) قیادت کے طور پر ملک کو deliver کرنے کے قابل ہوں گے؛ نیز وہ حقیقی معنوں میں عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے کام کر سکیں گے۔ ایسی قیادت ہی ملکی وسائل کو تلاش کرنے، بڑھانے اور صرف کرنے کے لیے مثبت پیش رفت کر سکے گی۔ مہنگائی، لوڈ شیڈنگ، بے روزگاری، کرپشن اور دیگر مسائل کا حل بھی تبھی ممکن ہوگا جب اہل، باصلاحیت اور دیانت دار لوگ اسمبلیوں میں عوام کی نمائندگی کر رہے ہوں گے۔ ملک خداداد کو آج کڑے وقت میں ایسی ہی مخلص اور اہل قیادت کی ضرورت ہے جو اسے ترقی کی شاہ راہ پر گام زن کر سکے اور اَقوامِ عالم کی صف میں نمایاں اور باعزت مقام دلا سکے۔

مخالفین کی تنقید اور اَصل حقائق

اِسلام آباد لانگ مارچ کے پس منظر اور ثمرات و نتائج پر سیر حاصل گفت گو کے بعد ہم حاسدین و مخالفین کی طرف سے لانگ مارچ پر اٹھائے جانے والے بعض اعتراضات کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے چند حقائق بیان کریں گے تاکہ لانگ مارچ کے بارے میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ اَذہان میں نہ رہے۔

1۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 23 دسمبر 2012ء کو پاکستان آنے کا اِعلان کیا تو بہت چہ میگوئیاں کی گئیں۔ اگرچہ دوسرے بہت سے لیڈرز کئی بار پاکستان واپسی کا اعلان کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں لیکن پھر اپنا بیان واپس لے لیتے ہیں، تاہم شیخ الاسلام نے حقیقی لیڈر ہونے کا ثبوت دیا اور وعدہ کے مطابق پاکستان تشریف لائے۔

2۔ تحریک منہاج القرآن کی طرف سے 23 دسمبر 2012ء کو مینار پاکستان کے سبزہ زار میں تاریخی جلسہ کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مخالفین نے اعتراض کیا کہ یہ جلسہ نہیں ہوگا اور اگر ہوا بھی تو بہت چھوٹا ہوگا۔ لیکن وقت نے ثابت کر دکھایا کہ 23 دسمبر 2012ء کو پاکستان کی تاریخ کا ایسا باطل شکن اِجتماع ہوا جس نے ایک بار پھر 23 مارچ 1940ء کی یاد تازہ کر دی۔ تحریک منہاج القرآن نے کسی کا ریکارڈ توڑا نہیں بلکہ لاکھوں افراد کا اجتماع کرکے پاکستان کی تاریخ کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ آج کوئی بھی اِس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ یہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جلسہ تھا۔

3۔ اسلام آباد لانگ مارچ کو روکنے کے لیے ہر طرح کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ حکومتی و اپوزیشن کی سطح پر یہ افواہ بھی اڑائی جاتی رہی کہ مارچ نہیں ہوگا۔

لیکن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا تھا کہ ’اِن شاء اللہ! مارچ ہوگا! مارچ ہوگا! مارچ ہوگا‘۔ پھر چشمِ فلک نے پاکستان کی تاریخ میں ایسا لانگ مارچ دیکھا جس نے

نہ صرف باطل کے ایوانوں میں ایک بھونچال بپا کر دیا بلکہ خوابیدہ قوم کو عروقِ مُردہ میں زندگی کی لہر دوڑا دی۔

4۔ مارچ روکنے کے لیے صوبائی و وفاقی وزارت ہائے داخلہ کی جانب سے دہشت گردی کے زبردست خطرات سے بھی 'آگاہ' کیا جاتا رہا؛ بلکہ یہاں تک بھی کہا گیا کہ 'دہشت گردی ہو نہیں سکتی؛ بلکہ ہوگی، ہوگی اور ہوگی'۔

لیکن مخالفین کو اُس وقت منہ کی کھانی پڑی جب شیخ الاسلام نے کہا کہ 'اِن شاء اللہ! دہشت گردی نہیں ہوگی' اور حقیقتاً بفضلہٖ تعالیٰ پورے لانگ مارچ اور دھرنے میں ذرّہ بھی فتنہ و انتشار رُونما نہ ہوا جس کا ہر خاص و عام اور مخالف و موافق نے برملا اعتراف کیا۔

5۔ لانگ مارچ پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا رہا کہ 'اس سے جمہوریت ڈی ریل ہوگی'۔

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ 'لانگ مارچ سے جمہوریت ڈی ریل نہیں ہوگی بلکہ مضبوط اور مستحکم ہوگی'۔ وقت نے ثابت کر دکھایا کہ لانگ مارچ سے جمہوریت مستحکم و مضبوط ہوئی اور عوام میں شعور و آگہی پیدا ہوئی ہے۔

6۔ انتخابی اصلاحات کے مطالبہ پر اعتراض کیا گیا کہ یہ اصلاحات کون کرے گا۔

تحریک منہاج القرآن کے قائد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فرمایا کہ یہ اصلاحات ہم کروائیں گے۔ پھر وقت نے اس اعتراض کو باطل ثابت کر دیا اور متحدہ حکومتی وفد نے خود آ کر انتخابی اصلاحات کے معاہدہ پر دست خط کیے جس پر پیش رفت جاری ہے۔

7۔ مخالفین کی طرف سے اعتراضات اور شیخ الاسلام کی کردار کشی (character assassination) کا گھناؤنا حملہ لانگ مارچ کی تاریخی کام یابی کے بعد بھی ختم نہ ہوا۔ یہ افواہ پھیلائی گئی کہ شیخ الاسلام 27 جنوری 2013ء کو واپس کینیڈا جا رہے ہیں۔

لیکن یہ افواہ بھی چاند پر تھوکنے کے مترادف مخالفین کے اپنے منہ پر ہی پڑی۔ شیخ الاسلام 27 جنوری 2013ء کو واپس نہیں گئے بلکہ تا حال پاکستان میں موجود ہیں۔

8۔ شیخ الاسلام کے ایجنڈے پر بات کرنے کی بجائے مخالفین و حاسدین نے ان کی کردار کشی پر توجہ مرکوز رکھی اور یہ بھی کہا گیا کہ 'انہوں نے پارٹی کے عہدے اپنی فیملی ممبرز کو دیے ہوئے ہیں'۔

یہ بھونڈا اعتراض بھی غلط ثابت ہوا جب شیخ الاسلام نے پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ وہ خود، صاحبزادگان، بیٹیاں، بہوئیں اور داماد میں سے کوئی بھی آئندہ عام انتخابات میں حصہ نہیں لے گا۔

صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان عوامی تحریک کی چئیرمین شپ بھی چھوڑ دی اور اپنے بیٹوں کو یہ عہدہ نہیں دیا، بلکہ پارٹی انتخابات کے ذریعے اپنی صلاحیتوں اور خدمات کی بنیاد پر ایک عام کارکن پاکستان عوامی تحریک کا صدر بن گیا ہے۔اس کی مثال پاکستان کی کوئی بھی جماعت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہاں تو پارٹی عہدے میوزیکل چئیر کی طرح فیملی ممبرز میں ہی گردش کرتے رہتے ہیں۔

9۔ مخالفین و حاسدین یہ الزام بھی لگاتے رہے کہ 'ڈاکٹر طاہر القادری کے پیچھے اسٹیبلشمنٹ ہے'؛ کبھی کہتے کہ 'ڈاکٹر طاہر القادری کے پیچھے فوج ہے'؛ کبھی کہتے کہ 'ڈاکٹر طاہر القادری کے پیچھے امریکہ ہے'؛ کبھی کہتے کہ 'ڈاکٹر طاہر القادری کے پیچھے عالمی طاقتیں ہیں'۔ الغرض ہر کوئی عوام کے حقوق اور ایجنڈے کی بات کرنے کی بجائے شیخ الاسلام کی کردار کشی پر زور صرف کرتا رہا۔

لیکن وقت نے یہ اٹل حقیقت بھی ثابت کر دی جب اسٹیبلشمنٹ ،فوج اور غیر ملکی ذمہ داران وغیرہ نے خود اِس کی تردید کر دی۔ لہٰذا جب کوئی ایک فرد/ جماعت بھی واضح دلیل پیش کرنے میں ناکام رہی تو بالآخر شیخ الاسلام نے مخالفین و حاسدین کی سہولت کے لیے خود ہی بتا دیا کہ ان کے پیچھے کون ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ 'میرے پیچھے اللہ ﷻ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کا ہاتھ ہے'۔

10۔ اِسلام آباد لانگ مارچ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ 'تحریک منہاج القرآن

لانگ مارچ نہیں کر سکے گی کیونکہ یہ آسان کام نہیں ہے۔

ایسا بیان دینے والوں کو اُس وقت شرم سے ڈوب مرنے کے لیے چلو بھر پانی بھی نہ ملا جب بین الاقوامی میڈیا نے اِس اَمر کا بر ملا اِظہار کر دیا کہ ایک ماہ کے اندر اندر تحریک منہاج القرآن نے تین عظیم الشان تاریخی پروگرام منعقد کر دیے ہیں۔ سب سے پہلے 23 دسمبر 2012ء کو تاریخی اجتماع 'سیاست نہیں - ریاست بچاؤ' منعقد کیا، پھر انتہائی مختصر نوٹس پر تاریخی لانگ مارچ اور دھرنہ ہوا اور پھر چند دن بعد ہی تحریک کی روایت کے مطابق 29ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کے علاوہ تحریک کے مرکزی و مقامی سطح پر بے شمار پروگرام منعقد ہوئے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے فضل و کرم سے تمام پروگرام اِنتظام و اِنصرام اور شرکت کے اِعتبار سے مثالی رہے ہیں۔ کوئی سیاسی و مذہبی جماعت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور یہ بھی تحریک منہاج القرآن کا اعزاز ہے کہ اس نے کسی جماعت سے عملی اتحاد کے بغیر تن تنہا یہ معرکے سرانجام دیے ہیں۔

دعوتِ فکر و عمل

اے پاکستانی قوم! اُٹھو! پاکستان کو بچانے کے لیے میدانِ عمل میں کود جاؤ! جب تک میدانِ عمل میں نہ اترا جائے اُس وقت تک کام یابی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ زندگی بھیک میں نہیں ملتی بلکہ آگے بڑھ کر چھینی جاتی ہے۔ اگر ملک و قوم کو خوش حال بنانا ہے، اگر اگلی نسلوں کو ترقی کے زینے پر چڑھانا ہے اور اقوام عالم میں ایک باعزت اور باوقار مقام حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے عزمِ مصمم کے ساتھ تمام تر مسلکی و مذہبی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اتحاد اور یک جہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جد و جہد کرنی ہوگی۔ یاد رکھیں! قدرت کی طرف سے اِصلاح کے مواقع بار بار نہیں ملتے۔

آئین کی بالا دستی، قانون کی حکمرانی، حقیقی جمہوریت کے قیام، اَمن و سلامتی کے فروغ، معاشی و سماجی ترقی، ملک سے غربت، جہالت، پسماندگی، محرومی، نااِنصافی اور جاگیردانہ، سرمایہ دارانہ و اِستحصالی نظام کے خاتمے کے لیے معاشی و سماجی حقوق میں مساوات اور عدل و اِنصاف کی فراہمی کے لیے مصروفِ عمل

پاکستان عوامی تحریک

پاکستان عوامی تحریک کا رُکن بننے کے لیے اپنا نام، شہر کا نام اور مکمل پتا لکھ کر 80027 پر SMS کریں۔

اِسی طرح اپنے دوست و اَحباب اور رفقاء کار و وابستگان کو بھی پاکستان عوامی تحریک کا ممبر بنائیں۔

www.nizambadlo.com

facebook.com/TahirulQadri

twitter: @TahirulQadri